مرتبہ

جناب احمد اللہ خاں صاحب

جگن پور فیض آباد

معاون

جناب توفیق احمد خاں صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر تاریخ موضع جگن پور

مرتبہ
جناب احمد اللہ خاں صاحب
جگن پور فیض آباد

معاون
جناب توفیق احمد خاں صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اس رسالہ میں بزرگوں کے مختصر حالات اور اہم مقامات درج کئے ہیں جن کا تعلق جگن پور سے ہے اس کے علاوہ بھی بعض واقعات کو رسالہ میں شامل کیا گیا ہے اس رسالہ کی ترتیب میں کچھ اپنی یادداشت، کچھ بزرگوں کی زبانی نیز دیگر رسالوں و کتابوں وغیرہ سے معلومات لی گئی ہیں۔ اسے مرتب کرنے کا مقصد خصوصاً موضع جگن پور کے باشندگان نیز دیگر خطے کے عوام الناس کی معلومات میں اضافہ کا سبب بن سکے، علم قوم وا پنی تاریخ سے نابلد ہوکر دوسری تہذیبوں کی چکاچوند سے مرغوب ہوکر احساس کمتری کا شکار ہے، وہ دور ہو سکے یہ ایک چھوٹی سی کاوش ہے، تاریخ کے مطالعہ سے قومیں حال و مستقبل کی راہ متیعن کرتی ہیں ہماری شاندار تاریخ رہی ہے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے اسلاف نے کیا کارنامے انجام دیئے جس سے بام عروج پر پہونچے پھر کیا غلطیاں ہوئیں جس سے بستی میں گرتے چلے گئے میری عمر اس وقت تقریباً ۱۰۰ سال کی ہو رہی ہے میں یہ دعویٰ بھی نہیں کرتا ہوں کی اس میں سارے واقعات درج ہو گئے ہیں کچھ جھوٹ بھی ہوں گے ہوسکتا ہے کہ کہیں غلطیاں بھی ہوں جس کے لئے معذرت خواہ ہوں امید کرتا ہوں کہ قارئین کرام اسے درست کرتے ہوئے احقر کو مطلع کرنے کی مہربانی فرمائیں گے۔

احقر

احمد اللہ خاں ولد مہتاب علی خاں
موضع جگن پور ضلع فیض آباد (اتر پردیش)

۱۵ ر ستمبر ۲۰۰۵ء

ابواب

عرصہ تین سو برس کا گذرا ہوگا کہ زین خاں مورث اعلیٰ ہمارے کہ جن کا مسکن ابتدا سے چرہ محمد پور تھا جنگل قطع کہ ٹکر نیا آبادی اس موضع کی قائم کی پہلے جگن نامی گڈریہ آباد تھا بمناسب نام گڈریہ مذکور کے جگن پور نام رکھا بریں وجہ یہ موضع جگن پور موسوم عام ہوا جگن پور عرف بوبو پور بھی اس موضع کو دفتر سرکاری میں لکھے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد انتقال زین خاں مورث کے ان کی زوجہ نے جو باسم بوبو موسوم تھیں اس موضع میں آ کر آبادی اختیار کی اس زمانہ میں عوام میں یہ موضع باسم جگن پور عرف بوبو پور موسوم کیا درمیان میں یہ موضع کبھی ویران نہیں ہوا شخص غیر قبضہ میں نہیں گیا اولاد مورث اعلیٰ

مذکور علی الترتیب یکے بعد دیگرے قابض و متصرف چلی آتی ہے ۱۲۴۱ء فصلی
سے یہ محال تعلقہ مہدونہ جواب اجودھیا کہلاتا ہے میں راجہ مان سنگھ نے شامل
کرلیا جب سے یہ محال تعلقہ مہدونہ میں شامل چلا آتا ہے اب اس بندوبست
پختہ میں یہ محال حسب الحکم عدالت بندوبست بحیثیت قبضہ داری مظہران کے
قبضہ میں ہے یہ محال بہ شکل پٹی داری ناممکن ہے ہر ایک تھوک و پٹی باسم
قاسمان مندرج کاغذات ہے موضع جگن پور و موضع بھکھاری پور میں صرف
سیر تقسیم ہے باقی اسامیوار مشترک ہے فی الحال نسبت تقسیم آراضی مشترکہ
باہم مالکان میں کچھ تکرار نہیں ہے آئندہ اگر کسی حصہ دار کو خواہش واسطے تقسیم
آراضی مشترکہ کے ہوگی تو مجاز ہوگا حسب قواعد پختہ سرکار کرالیوے لگان
آراضی مشترکہ بروئے پھاٹ تقسیم مرتب پٹواری ہر ایک سرغنہ پٹی جس کے
نام سے پٹی قائم ہے جداگانہ تحصیل کرکے مطالبہ یافتنی تعلقہ دار ادا کرتا
ہے، مچھلی تالابوں کی باشندگان سے نکلوائی جاتی ہے نصف مچھلی برآوردگان کو
مجرا دیکر دیہہ نصف مچھلی ہم مالکان تقسیم کر لیتے تھے تنی موضع بھکھاری پور میں
نصف باندھنے والے کو دی جاتی تھی نصف ہم مظہران لیتے ہیں۔

ذکر تقسیم ترکہ وانتقال حقیقت

اس بارے میں جو دستور اور رواج ہمارے خاندان میں ہے ذکر اس کا دستورالعمل رواج عام کیا گیا موافق اس کے بابت رہیں گے ذکر ادائے مطالبہ سابق وحال آئندہ عہد شاہی و بندوبست سرسری ۱۲۶۶ فصلی مطابق ۱۸۵۳ء سالانہ دو ہزار تین سو چالیس روپیہ اس محال کی ادا کی جاتی ہے اب اس بندوبست پختہ میں جمع اس محال کی مبلغ دو ہزار پانچ سو بیاسی روپیہ تیرہ آنہ دو پائی یافتنی تعلقہ دار سالانہ قرار پائی ہے چنانچہ جمع شخص بلا عذر ارضی وسماوی کے تعلقہ دار کو ادا کیا کریگی۔

اصل شجرہ مرتبہ ۱۶۶۸ء سے اقتباس کیا گیا شجرہ ہذا موجود ہے احمد اللہ خاں ابن مہتاب علی خاں ساکن جگن پور۔

۱۵ر ستمبر ۲۰۰۵ء

حمد

حمد اس خدائے پاک کو☆نور ایمان جس نے بخشا خاک کو

کس سے پورا اس کا حق ہووے ادا☆کون گن سکتا ہے انعام خدا

نام ان کا ہے دوائے ہر بلا☆احمد مرسل محمدؐ مصطفےٰ

دم بہ دم ان پر درود صد سلام☆پہونچے اس عاجز کا تحفہ بالدوام

حمد خالق کب کسی سے ہو سکے☆پاک ہے وہ ذات جو چاہے کر سکے

اور زباں کو کب ہے طاقت اس قدر☆جو کرے نعت نبی خیر البشر

کہتے تھے سب انبیائے محترم☆کاش ہوتے امت احمد میں ہم

نسخہ اعلیٰ جو کرتا ہوں بیاں☆ہو مفید خلق اے رب جہاں

نعت شریف

ہم دلوں جاں سے نبیؐ ہیں فدا ☆ جن سے ہم کو دین وایمان ملا
وہ نبی ہاشمی اُمئی لقب ☆ احمد مرسل شہہ عالی نسب
مکی مدنی وہ اُمئی نبی ☆ بطحی وہاشمی ویثربی
شاہ دین محبوب رب العلمین ☆ محترم آدم حامئی دین متیں
ذات ان کی رحمتہ العلمین ☆ پیروی میں جن کے ہو روح الامیں
جن کا ہو مداح ذات کبریا ☆ کب بیاں ہو کسی سے ان کا مرتبہ
جسم پاک ان کا سراپا نور تھا ☆ اس لئے سایہ بالکل دور تھا
ان کا سایہ کب زمیں پر ہو عیاں ☆ جن کے سایہ سے بنے ہو دو جہاں
سایہ حق تھے وہ بروئے زمیں ☆ سایہ کے کبھی سایہ ہوتا ہے کہیں
واسطے امت کے کھینچا درد ورنج ☆ مفت میں ہم کو ملا عقبیٰ کا گنج
ایسی ایسی کی تدبیر حسن ☆ بت پرستوں کو بنایا بت شکن
بال تن کے گر سراپا ہوں زباں ☆ تب بھی ان کے لطف کا کب ہو بیاں
جس نے کی کہنے کی ان کے پیروی ☆ ہو گیا بے شک وہی کامل ولی
کافروں کے حق میں خنجر ہے تیر ☆ مومنوں کے حق میں بہتر از پدر
کہتے تھے سب انبیائے محترم ☆ کاش ہوتے امت احمد میں ہم
دم بہ دم ان پر درود صد سلام ☆ پہونچے اس عاجز کا تحفہ بالدوام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۹ ربیع الاوّل سن ایک عام الفیل مطابق سن چالیس کے جلوس کسریٰ نوشیرواں مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس وقت کسریٰ نوشیرواں کے محل میں زلزلہ آیا اس کے چودہ کنگورے گر گئے استخر کا مشہور آتش کدہ دفعتاً بجھ گیا۔

(حرب فجار) یعنی پہلی جنگ ۵۸۱ء میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ابن خلدون کی روایت کے موافق دس سال تھی اس لئے یہ پیدائش اور جنگ کی تاریخ کا حساب ٹھیک ہے"۔

حجر اسود کا جھگڑا۔ جس قوت حجر اسود والے جھگڑے کا فیصلہ کیا آ کی عمر ۳۵ سال تھی جب آپ کی عمر چالیس سال ہو چکی مطابق ۶۱۱ء آفتاب رسالت طلوع ہوا ہے آپؐ نے تبلیغ توحید کا حکم پاتے ہی تبلیغ کا کام شروع کر دیا لوگوں کو شرک سے باز رکھنے اور توحید الٰہی کی طرف بلانے کا کام اول آپؐ نے اپنے گھر ہی سے شروع کیا حضرت خدیجہ الکبریٰ سب سے پہلے آپؐ پر ایمان لائیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابو طالب اور حضرت زید بن حارث بھی پہلے ہی دن آپؐ پر ایمان لائے یہ سب آپؐ کے گھر کے ہی آدمی تھے دوپہر کے قریب

روز دوشنبہ کو ۱۲/ربیع الاوّل ۱۱ھ ہجری کو اس دار فانی سے انتقال فرمایا عمر شریف ۶۳ سال (از تاریخ اسلام حصّہ اوّل مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی)۔

پہلے وحی کی تاریخ ۱۲/فروری ۶۱۰ء بروز دوشنبہ معجزہ شق القمر سن نبوت ۱۰ ماہ رجب کی ۲۶ تاریخ کی ستائسویں شب میں واقع ہوئی

مجتمع قرآن شریف ۳۰ھ ہجری زمانہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شہادت

سیّد سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ ۹۰۲ء میں ہندوستان آئے بہرائچ میں ان کا مزار ہے اور ہر سال عرس ہوتا ہے ''خلیفہ مقتدر باللہ کا زمانہ تھا''

غفور خاں ابن مہیم خان

عہد نوابی میں موضع بھکھاری پور عرف یاقوت پور کے لئے جگن پور اور چرہ محمد پور سے قبضہ کا تنازعہ ہوا دونوں موضع کے لوگوں نے یہ طے کیا کہ وہاں ایک بکرا باندھا جائے اور ایک دن مقرر کیا جائے کہ مقررہ دن کو جو پہلے

بکرا کھولے گا وہی موضع کا مالک ہوگا چنانچہ دونوں موضع کے لوگ اپنی اپنی

جگہ اکٹھا ہوکر وقت معینہ پر دھاوا کیا موضع جگن پور کے لوگ کچھ آ گے ہو گئے بکرا کھولنے کے قریب ہو گئے جب چرہ محمد پور کے لوگوں کو ادھر سے ناامیدی ہوگئی تو ان لوگوں نے موضع جگن پور پر حملہ کر دیا موضع کے اندر غفور خاں ابن مہیم خاں کی شادی کا دن تھا وہ اکیلے ملے اور حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے مسجد خیریت خاں کے دروازہ پر جو قبرستان ہے اس احاطہ میں دکھن اور پورب کے کونے پران کا مزار پختہ اینٹ سے بنی ہے۔

صدیق خاں ابن فضل خاں

صدیق خاں ابن فضل خاں عمر تخمیناً ۱۶ سولہ سال کو انکے چچا اسد علی خاں اور ان کے ہمراہی مٹر پھلی کھانے کے لئے بنوریہ سیوان میں جو گاؤں کے پچھم ودکھن ہے بوئی ہوئی تھی بلا کر لے گئے تب اسد علی خاں اپنے اور ہمرائیوں کے ساتھ پہونچے اور آمادہ قتل ہو گئے اس وقت صدیق خاں نے کہا کہ چچا ہم کو ناروہت حصہ کے لئے مارتے ہو تو مت مارو میرا حصہ لے لو ہم کو کچھ عذر نہ ہوگا اس پر بھی اسد علی خاں اور ان کے ہمراہیوں کو ذرا بھی رحم نہ آیا مار ہی ڈالا مارنے کے بعد لاش کو سمرا جھیل میں لے جاکر چھپا دیا شام تک جب وہ گھر نہیں آئے تو ان کی نانی مسماۃ میٹرا بی بی شور مچانے لگی کہ کچھ نہیں اسد علی خاں نے مار ڈالا جب یہ اطلاع تھانہ پر پہونچی تو تھانہ دار حلقہ نے قاتل اور لاش کا پتہ لگانے کے لئے گاؤں کے سب لوگوں کو گاؤں کے

اتر لبوئی تالاب پختہ سڑک پر جمع کیا اور شام تک بیٹھائے رکھا جب شام ہوگئی تو اجازت دیا کہ اب جاؤ اور کل صبح کو اسی جگہ پر پھر آؤ سب لوگ دوسرے دن اسی مقام پر پھر جمع ہوگئے اس دن بھی سارے آدمیوں کو بیٹھائے رکھا لیکن کچھ پتہ نہ چلا پھر شام کو چھٹی دیا اور یہ حکم دیا کہ کل پھر سب لوگ اسی جگہ پر حاضر ہوں تیسرے دن پھر سب لوگ اسی مقام پر حاضر ہوئے تو اس دن چوکیدار نے اطلاع دیا کہ صاحب سمدا جھیل میں کوئی لاش ہے کیونکہ چیل اور کوا اس جگہ زیادہ اڑ رہے ہیں تب تھانہ دار کچھ آدمی لیکر گئے اور لاش نکلوائی اور اسد علی خاں کے اوپر مقدمہ ہوا مقدمہ میں خود جرم اقبال کیا کہ ہم نے مارا ہے اب چونکہ سزائے موت کے مستحق تھے مگر انھیں ایام میں جج صاحب کے لڑکے کا انتقال ہوگیا اس وجہ سے حکم دیا لے جاؤ باہر ہوا کھلاؤ مگر تب بھی جرم کا اقرار ہی رہا تیسری مرتبہ جرم کا انکار کیا تو مقدمہ سے بری ہوگئے مگر اللہ تعالیٰ کے غضب سے نجات نہیں ملی اللہ تعالیٰ نے پاگل بنا دیا شکل خراب ہوگئی بال اور ناخون بڑے بڑے ہوگئے کوئی آدمی قریب نہیں جا سکتا تھا کوٹھری میں بند کئے گئے اور دور سے کھانہ پانی پاتے تھے اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا صدیق خاں کو مارنے کے بعد جائداد پر قابض ہوئے اس کے بعد ان کے لڑکے الطاف خاں وارث ہوئے اس کے بعد وہ جائداد جن لوگوں کے پاس گئی سب پریشان ہی رہے یہ واقعہ ۱۹۰۶ء میں ہوا۔

بشارت خاں

بشارت خاں ولد رستم خاں عمر تخمیناً ۸۰ سال دیوار گری اور اسی میں شہید ہو گئے دادا باغ میں ان کا مزار ہے احاطہ گھرا ہوا ہے لوگ مزار پر جمعرات کے دن اگربتی اور لوبان کی دھونی دیکر شیرینی وغیرہ چڑھاتے ہیں۔ ''یہ واقعہ 1915ء کو ہوا''

ابراہیم خاں ولد حمایت خاں

ابراہیم خاں ولد حمایت خاں تخمیناً ۵۰ سال ابراہیم خاں سے اور تھانہ دار روناہی (غلام حسین) سے روناہی بازار مین کسی بات پر جھگڑا ہوا اس میں مار پیٹ بھی ہو گئی اس زمانہ میں روناہی سے پچھّم اڑکنا کھودیا پور اور تحسین پور تک کافی رعب داب جمائے رکھا تھا اور اسی اثنا میں موضع اڑکنا میں آٹا چکی بھی لگایا اسی زمانہ میں دیا رام کرمی باشندہ (کرمی کے پوروہ) کی بہن سے آشنائی ہو گئی اب دیا رام کو یہ فکر ہوئی کہ کس طرح پیچھا چھوٹے اب دیا رام کرمی نے اپنا حال بتایا تھانہ دار تو تھانہ دار (غلام حسین) پہلے ہی سے موقعہ کے منتظر تھے کہا کہ کسی طرح قتل کرو۔ ہم مقدمہ میں دیکھ لیں گے چنانچہ ابراہیم کا کھیت اس پوروا میں تھا۔ اس کو نہر کے پانی سے سینچنے کے لئے رات کو گئے اس دن دیا رام کو موقع ملا اور کچھ آدمی لیکر کھیت پر گھیر لیا اور لاٹھیوں سے اتنا مارا کہ صبح اسپتال لیکر گئے اور وہاں انتقال ہو گیا مقدمہ چلا تو ملزمان

کو سزائیں ہوئیں۔" یہ واقعہ ۲۶/اپریل ۱۹۵۶ء کو ہوا"

عبدالرحیم خاں ولد الٰہی خاں

نیل گائے کے شکار کیلئے اپنے موضع کے صوبہ دار صاحب شمش الحق خاں وغیرہ اور چرہ محمد پور کے روشن جہاں خاں اپنے اپنے شکاریوں کو ساتھ لیکر ڈھیموا گھاٹ سے بذریعہ (کشتی) ندی کے اس پار گئے شکار بھی ہوا اور پھر سب لوگ ذریعہ کشتی اس پار آگئے مگر شام ہو چکی تھی سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے طوفان آیا پانی برسنے لگا سب لوگ تر بتر ہو گئے اور اپنے اپنے گھر پہونچے اور یہ اسی اندھیرے میں کرمی کے پوروا تک پہونچے تھے کہ اندھیرے طوفان میں ایک کنواں میں گر گئے انتقال ہو گیا صبح ہوئی تو وہ نہیں آئے تو لوگ پتہ لگانے کے لئے نکلے تو کنوئیں سے لاش نکالی گئی۔

سجاد احمد خاں

سجاد احمد خاں ولد خورشید احمد خاں عمر تخمیناً ۴۰ سال تھی جال سے مچھلی کے شکار کے لئے گئے تھے دریائے گھاگھرہ میں کنڈ پڑا تھا اسی میں اپنا جال ڈالا اتفاق سے جال کسی کنکڑ وغیرہ میں پھنس گیا اس کو چھڑانے کے لئے پانی میں کود پڑے اور پھر نکل نہیں سکے دوسرے دن غوطہ خوروں کی مدد سے نکالے

گئے اور دفن کئے گئے۔

شیث احمد خاں ولد احمد اللہ خاں

شیث احمد خاں ولد احمد اللہ خاں عمر تخمیناً ۵۰ سال ملیٹری کے پنشن یافتہ تھے اور گھر پر ہی رہتے تھے ان کی عورت بیمار ہوئیں تو ان کو فیض آباد ملیٹری اسپتال میں بغرض علاج داخل کیا ان کو کھانا لیکر شام کو گھر سے اسکوٹر سے جارہے تھے محامد پور کے پاس موٹر بس سے ٹکر ہوگئی بہت زخمی ہوئے لوگ اٹھا کر فوراً اسپتال لے گئے وہاں پہونچتے ہی انتقال ہوگیا۔ ۲۸/جنوری ۱۹۸۲ء بوقت ۶/بجے شام۔

وکیل احمد خاں ولد احمد اللہ خاں

وکیل احمد خاں ولد احمد اللہ خاں عمر تخمیناً ۲۷/سال کو صرع (مرگی) کی بیماری تھی گھر سے نکلے اور منگلسی نہر کے دکھن شمش الحق خان کے چک میں احمد اللہ خاں اور انکے ماموں محمد شبیر خاں ہل چلارہے تھے قریب دوپہر کے وہاں گئے ان کے والد اور ماموں ہل کھول کر گھر آگئے ملاقات نہیں ہو پائی تو وہاں سے بہک کر معصوم گنج بازار پہونچ گئے بازار کا دن تھا دکھن سے بازار آنے والے لوگ اپنے گھروں کو واپس جانے لگے ان کے ساتھ یہ بھی چلتے

گئے اور دفن کئے گئے۔

شیث احمد خاں ولد احمد اللہ خاں

شیث احمد خاں ولد احمد اللہ خاں عمر تخمیناً ۵۰ سال ملیٹری کے پنشن یافتہ تھے اور گھر پر ہی رہتے تھے ان کی عورت بیمار ہوئیں تو ان کو فیض آباد ملیٹری اسپتال میں بغرض علاج داخل کیا ان کو کھانا لیکر شام کو گھر سے اسکوٹر سے جارہے تھے محامد پور کے پاس موٹر بس سے ٹکر ہوگئی بہت زخمی ہوئے لوگ اٹھا کر فوراً اسپتال لے گئے وہاں پہونچتے ہی انتقال ہوگیا۔ ۲۸/جنوری ۱۹۸۲ء بوقت ٦/بجے شام۔

وکیل احمد خاں ولد احمد اللہ خاں

وکیل احمد خاں ولد احمد اللہ خاں عمر تخمیناً ٦٧/سال کو صرع (مرگی) کی بیماری تھی گھر سے نکلے اور منگلسی نہر کے دکھن شمش الحق خان کے چک میں احمد اللہ خاں اور انکے ماموں محمد شبیر خاں ہل چلا رہے تھے قریب دوپہر کے وہاں گئے ان کے والد اور ماموں ہل کھول کر گھر آگئے ملاقات نہیں ہو پائی تو وہاں سے بہک کر معصوم گنج بازار پہونچ گئے بازار کا دن تھا دکھن سے بازار آنے والے لوگ اپنے گھروں کو واپس جانے لگے ان کے ساتھ یہ بھی چلتے

گئے رات ہوگئی چلتے چلتے ملکی پور کے قریب ایک موضع پلیالوہانی کے بیچ راستہ میں ایک کنویں میں گر گئے دوسرے دن تھانہ عنایت نگر کی پولیس نے لاش نکلوا کر فیض آباد بھیج دیا دوسرے دن جب ہم لوگ فیض آباد اسپتال پہونچے تو معلوم ہوا کہ لاش انجمن والے لوگ لے گئے تو لوگ انجمن گئے وہاں معلوم ہوا کہ دفن کرنے قبرستان لے گئے ہیں جب لوگ قبرستان پہونچے تو لوگ دفن کر کے واپس ہورہے تھے۔ ''۹/اگست ۱۹۵۹ء کا واقعہ''

طٰہٰ خاں ولد محبوب خاں

طٰہٰ خاں ولد محبوب خاں عمر تخمیناً ۴۵ سال ان کے مکان میں رات کو ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور سامان لوٹنے لگے طٰہٰ جاگ گئے اور ایک ڈاکو کو پکڑ لیا تو انکے ساتھیوں نے چھڑانے کی کوشش کی مگر چھڑا نہیں پائے تو ان کو مار ڈالا اور سب فرار ہوگئے۔ ۲۶,۲۵/مارچ ۱۹۹۸ء کی شب

محمد جمیل خاں ولد بدلو خاں

سہاول اسٹیشن پاور ہاؤس کے دروازہ پر ٹمپو اسٹینڈ کے ٹھیکہ کے بارے میں جلیس احمد خاں ولد جمیل احمد خاں اور بھولا سنگھ ساکن مانا پور سے جھگڑا ہوا اور گولی لگنے سے بھولا سنگھ کی موت ہوگئی الزام جلیس احمد خاں ولد جمیل احمد خاں کے سر ڈالا اس کے کچھ دن گذرنے کے بعد اس کے بھائی نریندر سنگھ نے زبیر گنج بازار کے اندر جلیس احمد کے والد جمیل احمد خاں کو پستول کی گولی سے ختم کر دیا۔ ''۲۳ فروری ۱۹۸۹ء کو

مسجد خیریت خاں

خیریت خاں لکھنؤ آصف الدولہ نواب کے ملازم تھے اس وقت خیریت خاں نے نواب صاحب سے کہا کہ ہمارے موضع میں مسجد نہیں ہے اگر آپ مدد دیں تو مسجد بنوادوں تو نواب صاحب نے روپیہ دیا روپیہ لاکر مسجد تعمیر کرادیا اس کے بعد پھر قدیمی مسجد شہید کر کے محمد حنیف بھانٹ کا گھر جو مسجد سے ملا ہوا تھا لیا گیا اور اس کو چبوترہ والی زمین دی گئی مکان نیا بنوا کر دیا گیا پھر مسجد کی جدید تعمیر ۲۵ رنومبر ۱۹۸۸ء کو ہوئی۔

مسجد محمد حسن خاں

محمد حسن خاں ابن کرم خاں مہاراجہ بلرامپور کے یہاں ملازم تھے اور تحصیل داری کے عہدہ پر فائز تھے انھوں نے اپنے ذاتی رقم سے تعمیر کرایا اور مسجد میں دکھن جانب ان کی مزار ہے۔ مسجد میں قطع تاریخ کا کتبا لگا ہوا ہے۔

ہے تعمیر مسجد میں ختم علم وفن ☆ تو قدسی نے دیکھا کہا سالو سن

ہو دنیا میں یہ غیر مخفی سخن ☆ رہے ذکر خیر محمد حسن

۱۸۷۹ء

جامع مسجد

یہ قدیمی مسجد موضع کے پچھم ایک مولانا فصاحت عالم صاحب کا آنا جانا تھا مولانا موصوف نے چندہ کر کے ۱۹۱۲ء میں تعمیر کرایا بعدہٗ ۱۹۹۲ء میں شہید کر کے دکھن جانب ۴۰ فٹ اور بڑھا کر زیر تعمیر ہے ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے ڈاکٹر عیسیٰ انصاری وامان اللہ انصاری ومحمد صابر انصاری اس کے نگراں ہیں۔ تعمیر جامع مسجد ۱۹۱۲ء

مسجد انجیر تر والی

اس مسجد کو حافظ شجاعت خاں اور ان کے فرزند حافظ شفیع اللہ خاں نے چندہ کر کے بنوایا ہے حافظ شجاعت علی خاں نے موضع بھونکا ضلع (گونڈہ)

میں ایک بزرگ جو انگریزوں کے خوف سے لکھنؤ سے بھاگ کر موضع بھونکا میں پناہ لیا تھا انھیں بزرگ سے قرآن پاک صحیح کر کے مکان پر آئے اور قرآن پاک پڑھانے کا کام شروع کیا۔

زمانہ غدر کا تھا ۱۸۵۷ء

مسجد مولانا عبدالرؤف خاں

مولانا عبدالرؤف خاں نے حافظ شجاعت علی خاں کے گھرانے میں انکھہ کھولی جو مسلم راجپوت برادری جگن پور میں سب سے پہلا خاندان ہے جس میں علم دین حاصل کرنے والے جناب شجاعت علی خاں ہیں حافظ صاحب نے حفظ مکمل موضع بھونکا ضلع گونڈہ میں کیا ہے (موضع مذکور میں ایک بزرگ غدر کے زمانہ میں لکھنؤ سے بھاگ آئے اور موضع کے لوگوں نے ان بزرگ کو یہاں کی کھرہی میں چھپالیا انگریزی سپاہی جو پیچھا کیئے ہوئے تھی وہاں سے لوٹ گئی) محمد عبدالرؤف خاں کے والد اسی گھر کے چشم و چراغ تھے جو اپنے کمسن بیٹے کو چھوڑ کر اللہ کے پیارے ہوگئے اب فکر معاش میں رنگون (برما) کا سفر کرنا پڑا وہاں کسی مولوی سے جو کچھ بھی تعلیم حاصل کی ہو اس میں عملیات رہا ہو صغیر سنی کے باعث ذمہ دار متعلقین کو جب اس کا علم ہوا تو عمل کے فعل سے منع کر دیا رنگون سے واپسی پر مدرسہ امینیہ (دہلی) کا رخ کیا وہاں سخت دشوراریاں کا سامنا کرنا پڑا ابسا اوقات بھنے چنے پر اکتفار ہا اور

اس کسمرسی کی حالت میں مدرسہ سے عالم فاضل مولوی حافظ وقاری کی سندیں لیکر اپنے وطن جگن پور آئے یہاں پر ہر شعبہ زندگی میں لادینی کا دخل رہا اور صرف رسم ورواج کے تابع تھا علم سے مالا مال جناب عبدالرؤف خاں صاحب جو غیرت خودداری اور اتباع شریعت نبی صلعمؐ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے عزم صمیم کے ساتھ تبلیغ شروع کی اول اول تو سخت مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا رفتہ رفتہ لوگ آتے گئے اور کارواں بڑھتا گیا اور شرک وبدعت اور غیر اسلامی رسم ورواج نے دم توڑا مولانا موصوف نے کئی کتابیں لکھیں جس میں چند یہ ہیں

شمشیر حقانی بر فرقہ گردن رضا خانی

فضائل علم والعلماء

براۃ الابرار

مورث اعلیٰ کی پہچان۔(مسلم راجپوت جگن پور کا شجرہ)

صلاۃ النساء وصلاۃ الرجال

نشر الفتاویٰ

اصلاح فاتحہ

اور مکان مسکونہ سے ملا کر ایک چھوٹی مسجد ۱۹۴۸ء میں تیار کی

اسی ذاتی زمین اور رقم سے

غلام مصطفیٰ خاں

غلام مصطفیٰ خاں نمبردار ولد دلمیر خاں مساۃ رمدیئی بنت مہابیر پاسی سے نکاح کیا ان سے دو اولاد ہوئی ایک کا نام غلام علی دوسرے کا نام اسلام علی تھا غلام علی کے ایک اولاد ہوئی اس کا نام تاج الدین رکھا ان کی نسل کے لوگ موضع ڈیوڑھی میں آباد ہیں۔

سلامت اللہ خاں ولد امام علی خاں

سلامت اللہ خاں کپڑے کا روزگار کرتے تھے اسی سلسلہ میں بنکاک (صوبہ سیام) پہونچے اور وہیں کی عورت سے نکاح کیا ان کے بطن سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئی ایک نام یوسف خاں دوسرے کا نام محمد خاں لڑکی کا نام حلیمہ بی بی دوسری لڑکی نام آمنہ خاتون تھا ان سب لڑکوں کو لیکر اپنے وطن جگن پور آئے محمد خاں کی ساکن میٹھے گاؤں حامد حوالدار کی لڑکی سے شادی ہوئی شادی کے بعد محمد خاں اپنی بیوی کو چھوڑ کر پھر اپنی ماں کے پاس چلے گئے اور یوسف خاں جگن پور میں رہ گئے اور اپنی شادی کانپور سے کیا ان سے ایک لڑکا مسعود خاں اور تین لڑکیاں رانا، عزمہ، اور فرح دیبہ پیدا ہوئی اور بڑی لڑکی حلیمہ بی بی کی شادی عبد الستار خاں ولد عبد الرشید خاں جگن پور میں ہوئی دوسری لڑکی آمنہ خاتون کی شادی عبد الرب ولد حکم خاں سے ہوئی ان کے نبیل احمد، شکیل احمد، سبیل احمد، عدیل احمد، سہیل احمد، روبیل احمد، پیدا ہوئے۔

سلامت اللہ ولد قادر خاں

سلامت اللہ خاں پولیس میں ملازم تھے اور گونڈہ میں تھانہ دار کی پوسٹ

پر تھے اور وہیں ایک طوائف سے نکاح کر لیا ان سے ایک لڑکا محمد ناصر خاں پیدا ہوئے اور محمد ناصر خاں سے چار لڑکے ہوئے۔ محمد طاہر خاں، محمد فاخر خاں، محمد ذاکر خاں، محمد ظاہر خاں اور وہیں گونڈہ میں آباد ہیں۔

چھیدی خاں ولد وزیر خاں

چھیدی خاں نے ہردئی پاسی کے ساتھ عقد کیا ان کے بطن سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں ایک کا نام شہزادی دوسری کا نام پھولزادی تھا پھولزادی کی شادی اقبال احمد خاں ولد علی مردان موضع سریاں کے ساتھ ہوئی ان کے بطن سے چار لڑکے ہوئے۔ عبداللہ خاں، افضل خاں، جمال خاں، اطفال خاں اور وہیں سریاں میں آباد ہیں۔

عباس خاں ولد کریم خاں

عباس خاں ولد کریم خاں نے چھنگو ساکن موضع کٹرولی کی لڑکی مسماۃ اصغری بیگم کو اپنے نکاح میں لیا ان کے بطن سے ایک لڑکا صدیق خاں اور ایک لڑکی مسماۃ خاتون بیگم پیدا ہوئی صدیق خاں کی شادی محمد ذاکر خاں ولد غفور خاں جگن پور کی لڑکی مسماۃ بہرالنساء کے ساتھ ہوئی ان کے بطن سے اشتیاق احمد خاں اور سراج احمد خاں اور کلو خاں پیدا ہوئے اور وہیں پر آباد ہیں۔

محمد قاسم خاں ولد شمس الحق خاں

محمد قاسم خاں ولد شمس الحق خاں ساکن موضع جگن پور بغرض روزگار رنگون (برما) میں تھے وہاں ایک برمن عورت (برہما کی رہنے والی) سے بنام چھوٹی بی بی سے نکاح کرلیا ان کے پہلے شوہر سے ایک لڑکا عبد الرشید ہے سب کو لیکر اپنے وطن جگن پور آئے اور محمد قاسم خاں سے ایک لڑکا ندیم خاں اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں ایک کا نام نسیمہ بیگم دوسری کا نام فریدہ بیگم ہے رنگون سے ۱۹۵۱ء میں آئے۔

محمد جعفر خاں رسالدار میجر بہادر

محمد جعفر خاں ولد رسال خاں نے موضع کٹرولی کے ایک برہمن بنام (دمڑی مہاراج) کی بہن سے نکاح کیا اس کے بطن سے ایک لڑکا مقصود احمد خاں اور ایک لڑکی مسماۃ الطاف النساء بی بی ہوئیں مسماۃ الطاف النساء بی بی کی شادی محمد رضا خاں ولد حمایت خاں سے ہوئی اور پھر محمد رضا خاں سے دو لڑکے ہوئے ایک کا نام شیر احمد خاں اور دوسرے کا نام کریم اللہ خاں اور مقصود احمد خاں کی شادی نواب علی خاں ولد احمد علی خاں کی لڑکی مسماۃ سومنا بی بی سے ہوئی ان کے بطن سے مشتاق احمد خاں پیدا ہوئے ان کا تخلص (جوہر) ہے۔

دعویٰ فوجداری

بیکار و بقال مستغیث ولی محمد خاں (عرف کھنگڑ) ولد حسن علی خاں ملزم، باجلاس جناب ڈپٹی صاحب بہادر فیض آباد مارنے کے جرم میں مبلغ بیس روپیہ جرمانہ ہوا فیصلہ ۱۹۲۴ء

ماسٹر محمد نقیب خاں

ماسٹر محمد نقیب خاں ولد عبد السعید خاں ساکن جگن پور مستغیث محمد اسمعیل خاں ولد حمایت خاں ملزم کو بعدالت جناب تحصیل دار صاحب بہادر فیض آباد کی اجلاس سے جرمانہ ہوا مبلغ تیس روپیہ اپیل ہوئی مگر جرمانہ معاف نہیں ہوا منفیصلہ ۱۸/اکتوبر ۱۹۴۳ء

مختار حسین صاحب

مختار حسین صاحب ولد الطاف حسین صاحب ساکن موضع محامد پور عرف فیروز پور مستغیث سلامت اللہ خاں ولد نواب علی خاں ساکن موضع جگن پور ملزم (مارنے کے جرم) میں دفعہ ۵۰۰، ۵۰۴، ۵۰۶، ۴۴۸ تعزیرات ہند منفیصلہ ۱۹/مئی ۱۹۲۴ء۔

درگاہی ولد سوئی انصاری

جلال آباد کے بازار میں نرسنگھ ٹھاکر ساکن جلال آباد درگاہی ولد سوئی انصاری جگن پور کو مارا دس دن کے بعد صوبہ دار صاحب شمش الحق خاں کو معلوم ہوا تو درگاہی کو بلا کر پوچھا تو کہا ہاں مارا ہے تو کہا کہ اب تک کیوں نہیں بتایا اچھا آؤ اور تھانہ رونا ہی لے کر گئے اور نرسنگھ ٹھاکر کے نام رپورٹ درج کرا کر دعویٰ کرا دیا۔ جب ٹھاکر صاحب کو عدالت سے نوٹس ملی تو دوڑ کر آئے اور کہا غلطی ہوئی انجیر تلے جھالی کے نیچے لوگ بیٹھے اور درگاہی کو بلوایا گیا تو ٹھاکر صاحب نے معافی مانگا اور آئندہ پیشی کے دن مقدمہ داخل دفتر ہوا۔ "یہ واقعہ ۱۹۴۴ء کو ہوا"

قبرستان

مسجد خیریت خاں کے دروازہ پر جو ٹکڑا قبرستان کا ہے اور موضع کے لوگوں نے چندہ دیا اور احمد اللہ خاں و محمد صالح خاں کی دیکھ بھال سے چہار دیواری بنی اور دوسرا قبرستان جو اس ٹکڑا کے اور راستہ کے اتر جانب ہے اس کو تذکیر احمد خاں ولد شیث احمد خاں نے تنہا اپنی ذاتی رقم لگایا اور کل خرچہ چہار دیواری میں مبلغ تیس ہزار روپیہ ہوا اور اس میں کٹھل، لیچی، آم، نیم کے پیڑ لگائے۔ اور جو جامع مسجد کے پچھّم ملا ہوا قبرستان ہے اس کو بھی تذکیر

خاں ولد شیث احمد خاں نے اپنی ذاتی رقم لگا کر چہار دیواری بنوایا جس کا کل خرچہ مبلغ ۸۰۰۰۰ ہزار روپیہ ہوا اس میں بھی شیشم کے بہت پیڑ تیار ہیں اس کا انتظام دیکھ بھال احمد اللہ خاں ولد مہتاب علی خاں ابھی تک کرتے تھے مگر اب ۲۰۰۰ء ڈاکٹر عبد الستار خاں ولد عبد الوہاب خاں کو مع کاغذات حساب کتاب سپرد کر دیا دونوں چہار دیواری یکم مئی ۱۹۹۲ء کو تیار ہوئی ہے۔

دعوت بونوں (باون گاؤں)

بموقعہ شادی غفران احمد خاں ولد محمد یحیٰ خاں (مقیم لندن انگلینڈ) خاندان شجاعت علی پٹی اکبر خاں تھوک غالب خاں جگن پور مہمانوں کے نام حسب ذیل درج ہیں۔

موضع بن بیر پور۔ لال جی، سیو کمار سنگھ۔ اول، شیو کمار سنگھ۔ دوم، شیو بہادر سنگھ، شنکر جیت سنگھ، ابھنو، اودھو، کرشن دیو، ٹھاکر، جمعدار بابا سنگھ، اچھیبر سنگھ، رام ادھار سنگھ پردھان، رام اجیت سنگھ، گیان پرکاش سنگھ صوبہ دار، جگجیون سنگھ حولدار، جگدیش سنگھ، بھولے ناتھ سنگھ، بیجناتھ سنگھ صوبہ دار، وجے بہادر سنگھ، اُدت نرائن سنگھ، رام پال سنگھ، رام چندر سنگھ، سیتارام سنگھ۔ ۲۲ نفر

موضع جگدیش پور۔ پارس ناتھ سنگھ، وگیندر سنگھ، وریندر بہادر سنگھ، ادے بھان سنگھ، پربھو سنگھ، ۔۵ نفر

موضع مانا پور۔ ہر ہر سنگھ، چندر پال سنگھ، رام لکھن سنگھ، دیپ نرائن

سنگھ، ترلوکی سنگھ، سندر سنگھ، بندیسری سنگھ۔ ۷؍نفر

موضع ولی پور۔ شیام سندر سنگھ، بالگو بند سنگھ، ہربنس سنگھ حولدار، ننکوُ سنگھ، رگھو دیال سنگھ، بم بہادر سنگھ، رام دلارے سنگھ، گرودھن سنگھ، بکرم سنگھ، شمشیر سنگھ، دسترتھ سنگھ۔ ۱۱؍نفر۔

موضع بھیکھن پور۔ چندر پال سنگھ، جگت پال سنگھ، پرتاپ نرائن سنگھ، دیونرائن سنگھ، سری پت سنگھ، اگرسین سنگھ، اُماپت سنگھ۔ ۷؍نفر

موضع فتح پور۔ پرتاپ بہادر سنگھ، سریندر سنگھ، دان بہادر سنگھ، سورج ناتھ سنگھ۔ ۴؍نفر

موضع سریاواں۔ دولم دیال سنگھ، تیج بہادر سنگھ، بنس بہادر سنگھ، رام سنگھ، جے بخش سنگھ، لال سنگھ، رام سنگھ، اندر بلی سنگھ، کوشل سنگھ، بھوکن سنگھ، چندر پال سنگھ حولدار، شیو بخش سنگھ۔

پورہ مسرولی۔ شیو برن سنگھ، گلاب سنگھ، شیو شنکر سنگھ، شیو ہرکے سنگھ، ماسٹر رام تیج سنگھ، شیو ہرک سنگھ پورہ مٹرئی، رام سمجھ سنگھ۔ ۱۹؍نفر

موضع رائے پور۔ ویریندر پرتاپ سنگھ پردھان، جگپت سنگھ صاحب، بخش سنگھ، بھگوان بخش سنگھ، چندر بخش سنگھ، حوصلہ سنگھ، رام اچل سنگھ، چندر کا سنگھ، برج موہن سنگھ، جانکی سنگھ، شنکر دیال سنگھ، داروغہ سنگھ، کوشل کمار سنگھ، جناردن سنگھ، شاردا بخش سنگھ، رام بہادر سنگھ۔ ۱۶؍نفر

موضع ہری پور۔ ماسٹر کرشن چندر سنگھ، رام دت سنگھ، مانکا سنگھ، رام

لوٹن سنگھ، اوم ہری سنگھ، جے بہادر سنگھ، جگ جیون سنگھ، بھوانی پرساد سنگھ، رمیندر بہادر سنگھ، نرائن پرتاپ سنگھ۔ ۱۰ر نفر

مندرجہ بالا اشخاص ۸ر دسمبر ۱۹۸۳ء کو دروازہ پر آئے اور ان کے کھانے کا انتظام دونوں قسم کا تھا کھانا کھا کر رخصت ہوئے یہ سب لوگ بھی کھانڈے رائے سنگھ کی اولادوں سے ہیں۔

آراضی حصہ کشتی مدعیان

آراضی منجملہ ۵۴ بگھہ ۱۰/بسوہ، ۱۰۰/روپیہ پر تقسیم ہوا

حصہ مدعیان، ۱/و ۲/لغایت = حصہ ۳/روپیہ دو آنہ پر ایک بگھہ ۱۴/بسوہ پانچ کچوانسی محمد سمیع خاں وغیرہ

۵/لغایتہ ۷ ولی محمد خاں وغیرہ حصہ ۳ روپیہ بارہ آنہ پر ۲/بگھہ ۱۷/بسوہ، ۱۰/کچوانسی

۸/لغایتہ ۱۰ اسلامت اللہ خاں وغیرہ حصہ ۵/روپیہ چودہ آنہ پر ۳ بگھہ ۴/بسوہ، ۱/بسوانسی، ۱۵/کچوانسی

۱۱ لغایت، ۱۸/محمد رؤف خاں وغیرہ حصہ ۴/روپیہ دو آنہ آٹھ پائی پر دو بگھہ پانچ بسوہ، پانچ بسوانسی، چھ کچوانسی

۱۹/لغایت ۲۱، محمد رضا خاں وغیرہ حصہ دو روپیہ ایک آنہ چار پائی پر ایک بگھہ دو بسوہ پانچ بسوانسی سترہ کچوانسی

۲۲ لغایت ۲۷ محمد ابراہیم خاں وغیرہ حصہ دو روپیہ ایک آنہ چار پائی پر ایک بگھہ دو بسوہ پانچ بسوانسی سترہ کچوانسی

۲۸/خان محمد خاں حصہ دو روپیہ ایک آنہ چار پائی پر ایک بگھہ دو بسوہ پانچ بسوانسی سترہ کچوانسی

ولی محمد خاں ولد ہدایت خاں حصہ ایک روپیہ بارہ آنہ چھ پائی پر ۱۹ر بسوہ، تین بسوانسی، چار کچوانسی

مدعا علیہ نمبر ۱۸۰ غنی خاں حصہ بارہ آنہ چھ پائی پر آٹھ بسوہ دس بسوانسی چھ کچوانسی

۴ الغایت ۲۲ مسماۃ رقیہ وغیرہ حصہ دو روپیہ ایک آنہ چار پائی پر ایک بگھہ دو بسوہ پانچ بسوانسی سترہ کچوانسی

۳۶ و ۳۸ و ۱۰۹ الغایت ۱۱۵ و ۱۷۱ر داؤد خاں وغیرہ حصہ تین روپیہ پانچ آنہ چار پائی پر ایک بگھہ سولہ بسوہ دس کچوانسی

۳ ۷ و ۱۷۲ اچھیدی خاں وغیرہ حصہ پانچ آنہ پر تین بسوہ آٹھ بسوانسی تین کچوانسی

۲۶ لغایت ۱۲۸ و ۱۹۵ عبد الرزاق خاں وغیرہ حصہ چھ آنہ تین پائی پر چار بسوہ پانچ بسوانسی تین کچوانسی

۶۰ لغایت ۶۲ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۶۸ و ۱۶۹ وغیرہ مسماۃ حمید النساء حصہ ایک روپیہ پانچ آنہ چار پائی پر چودہ بسوہ چھ بسوانسی دس کچوانسی

۱ر۴ لغایت ۳ر۴ مسماۃ حمیرہ بی بی وغیرہ حصہ ایک روپیہ تین آنہ گیارہ پائی پر تیرہ بسوہ گیارہ بسوانسی سات کچوانسی

۴۷ لغایت ۹۷ محمد شریف خاں وغیرہ حصہ تین روپیہ بارہ آنہ پر دو بگھہ سترہ بسوانسی دس کچوانسی

۲ر حمٰن خاں حصہ دو آنہ پر ایک بسوہ سات بسوانسی پانچ کچوانسی

۱۹۷ و ۱۹۸ چھٹکنو وغیرہ حصہ چار آنہ پر دو بسوہ چودہ بسوانسی دس کچوانسی

میزان کل اڑتیس روپیہ چھ آنہ۔ ۲۸ مارچ ۱۹۴۲ء

جنگل کی آراضی جو مدرسہ کو دی گئی

مندرجہ اشخاص کا بٹوارہ بچن خاں وغیرہ مدعیان بنام رحمٰن خاں وغیرہ مدعاعلیہم مرتبہ علی حسین کمشنر مقدمہ ۱۰۱۷/۱۹ بابتہ ۱۸۹۸ء بعدالت جناب منصف صاحب بہادر فیض آباد صدا

نمبر ۱۸۴۳ کا کل رقبہ ۱۰بسوہ، ۱۶بسوہ، ۳۱بسوہ ریلوے میں نکلا ۱ بگہہ ۱۶/بسوہ، ۸/بسوانسی، باقی بچا ۳۰ بگہہ ۲ بسوانسی بٹوارہ والے لوگوں کا حصہ جو مدرسۃ الایمان کو دی گئی۔

یوسف علی خاں ایک بیگہ، ۷/بسوہ، ۵/بسوانسی

شرافت اللہ خاں ایک بیگہ، ۱۳بسوہ، ۵/بسوانسی

محمد عبدالرؤف خاں ۱۹/بسوہ، ۱۰/بسوانسی

محمد یار خاں وغیرہ یکہ ا/بگہہ

محمد رضا خاں وغیرہ ۱۹/بسوہ، ۱۵/بسوانسی

ولی محمد خاں وغیرہ ا/بگہہ

محمد صالح خاں ۱۵/بسوہ، ۱۵/بسوانسی

غیر بٹوارہ والے محمد ذاکر خاں وغیرہ ۱۰/بسوہ

شاہ محمد خاں وغیرہ ۱۰/بسوہ

میزان ایک بیگھ

بٹوارہ والوں کا ۷/بیگھ، ۱۵/بسوہ، ۱۵/بسوانسی

دونوں کا میزان ۸/بیگھ ۱۵/بسوہ ۵/بسوانسی

مدرسہ اسلامیہ حنفیہ جگن پور

مدرسہ اسلامیہ حنفیہ جگن پور کا وجود ۱۹۲۸ء میں بدلو خاں ولد اسمٰعیل خاں کی سرپرستی میں قائم ہوا قاری محمد صدیق انصاری ساکن ابراہیم پور دیولی نے تعلیم دینا شروع کیا اسکول کی کوئی عمارت نہیں تھی مسجد خیریت خاں پورہ قاری صاحب استعفیٰ دیکر چلے گئے ان کے چلے جانے کے بعد اور بہت سے استاد آئے اور مدرسہ کبھی کبھی بند ہو جاتا تھا کیونکہ آمدنی کا کوئی مستقل انتظام نہیں تھا اس کے بعد مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی آئے اور ایک جلسہ کیا انہوں نے اپنے بیان میں مدرسہ کھولنے پر زور دیا اور ذریعہ بھی خود بتایا کہ ہر گھر میں دو برتن (ہانڈی) رکھو اور عورتوں کو تاکید کرو کہ جب کھانا پکانے کا غلہ چولہے کے پاس لاویں تو ایک چٹکی غلہ ہانڈی میں ڈال دیں تو اس سے

انشاء اللہ کام چل جائیگا بہر حال اس کام کو عبدالحق ولد درگاہی انصاری نے بخوبی انجام دیا اور مدرسہ پھر چلنے لگا۔

اس وقت مولانا عبدالرؤف خاں ولد حفیظ اللہ خاں ساکن جگن پور مولوی محمد اسلم ساکن روناہی بھگولے شاہ ساکن اجودھیا اور ماسٹر انعام اللہ خاں ولد محمد رضا خاں اور محمد اسمٰعیل خاں ولد محمد یوسف خاں محمد نسیم خاں ولد برکت خاں ساکن جگن پور ~~تھے~~ استاد، بعدہٗ عنایت الرحمٰن خاں ساکن چرہ محمد پور اور نصر اللہ خاں ولد داؤد خاں اور حافظ مشتاق خاں ولد محمد یار خاں ساکن جگن پور اور وارث علی ولد دانش علی ساکن منگلسی استاد تھے اسی درمیان میں قاری محمد دستگیر ولد محمد شبیر ساکن (بھلسر بارہ بنکی) کی تقرری ہوئی ۱۹۷۴ء میں انہوں نے مدرسہ کے لئے کوشش کی اسکول کی کوئی عمارت نہیں تھی مسجد خیریت خاں کے احاطہ میں ایک طویل عرصہ سے تعلیم کا سلسلہ جاری تھا قاری صاحب کی مسلسل کوششوں سے بعض احباب خیر نے امداد کیا تو ڈیگیں اور برتن بارات کھلانے کا خریدا اور بھوانی بھیک ولد ٹھاکر بقال کا احاطہ و مٹرئی لال ولد اُتری بقال کا احاطہ اور بلئی ولد چرکٹ بقال کا مکان و ابراہیم ولد نامدار خاں کا مکان خریدا اور عبدالخالق ولد رجب کسگر کا مکان قیمت دیکر حاصل کیا جس پر ۱۹۸۰ء حضرت مولانا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے بنیاد رکھا گیا اور ۱۹۸۲ء مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ افتتاح ہوا اسی موقع پر دارالعلوم ندوۃ العلماء

لکھنؤ باضابطہ تعلیمی الحاق ہوا اور مولانا سیّد سلمان حسن ندوی دامت برکاتہم کو مدرسہ کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا اور اسی موقع پر ذمہ داران مدرسہ کے مشورہ سے اس کا نام تبدیل کر کے "مدرسۃ الایمان" رکھا گیا جب کہ پرانا نام جامعہ اسلامیہ حنفیہ تھا اس کے بعد مدرسہ میں شعبہ حفظ اور عربی درجات بھی قائم کئے گئے جب کہ پرائمری درجات کی تعلیم عرصہ سے ہو رہی تھی مدرسہ میں بیرونی طلبہ کا بھی انتظام کیا گیا مگر زیادہ دنوں تک یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا چند سالوں کے بعد عربی درجات ختم کر دئے گئے اور بیرونی طلبہ کی رہائش بھی ختم کر دی گئی اور مدرسہ کی تعلیم شعبہ حفظ اور پرائمری تک محدود ہو کر رہ گئی۔

مدرسۃ البنات کا قیام

قاری صاحب کے زمانہ میں لڑکیوں کے لئے مدرسۃ البنات کے نام سے الگ ایک عمارت تعمیر ہوئی جس میں اطفال تا ہفتم تک تعلیم ہوتی تھی اس میں تدریس کا انجام دینے کے لئے بعض معلمات کی تقرری ہوئی تھی ۱۹۹۶ء میں بعض بدمزگی کی بنا پر قاری صاحب مدرسہ سے مستعفی ہو گئے۔

جناب قاری صاحب کے مستعفی ہونے کے بعد ۱۹۹۹ء تک جناب ماسٹر محمد ایوب عارضی طور پر بطور مہتمم ذمہ داری نبھاتے رہے ۱۹۹۹ء میں جناب مولانا ظفر عباسی صاحب ندوی کی تقرری ہوئی انہیں اہتمام کی ذمہ داری سونپی گئی کچھ عرصہ بعد بعض وجوہات سے کئی پرانے اساتذہ مدرسہ سے

الگ ہو گئے ان کی جگہ پر فوری طور پر جناب مولانا مجیب الرحمٰن صاحب ندوی نیز دوسرے اساتذہ کی تقرری ہوئی اہتمام مولانا مجیب الرحمٰن صاحب ندوی کو سونپ دیا گیا مولانا ابوظفر عباسی صاحب نائب مہتمم مقرر ہوئے اب تک قرآن پاک ناظرہ درجہ حفظ پرائمری تک تعلیم ہوتی رہی تھی الحمد اللہ دوبارہ عربی درجات قائم ہوئے اور تجربہ کار اساتذہ کا انتظام ہوا اس وقت اساتذہ اور ملازمین کی تعداد ۲۰ بیس ہے طلبہ و طالبات کی تعداد تقریباً ۵۲۵ ہے تقریباً ۶۰ طالب علم بیرونی ہیں جن کے لئے رہائش اور مطبخ کا معقول انتظام ہے۔

جگہ کی تنگی محسوس کی جارہی تھی جس کے لئے گاؤں ہی کے کچھ مسلمانوں نے اپنی زمین تقریباً آٹھ بیگہ پختہ واقع لوئیا باغ جگن پور مدرسۃ الایمان کے نام ہبہ کر دیا جہاں تعمیری کام جاری ہے اللہ کے فضل و کرم سے مدرسہ کے جملہ اخراجات گاؤں کے مسلمان باہمی چندہ وعطیات صدقات کے ذریعہ پوری کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ مدرسۃ الایمان مستقبل قریب میں انشاء اللہ ایک مرکزی ادارہ کی حیثیت اختیار کر لیگا اور امت مسلمہ کے نونہال بڑی تعداد میں فائدہ اٹھائیں گے۔

بازار جلال آباد کا جھگڑا

ہر ہر سنگھ مانا پور موضع کے رہنے والے ہیں ان سے موضع سریاں کے اہروں سے کسی موقعہ پر کچھ بات ہوگئی تو ہر ہر سنگھ نے اہروں کو کہا کہ اچھا آئندہ بازار کو جلال آباد میں دیکھوں گا چرہ محمد پور اور جگن پور والوں کو بلا کر کٹواؤں گا اس کے بعد ہر ہر سنگھ چرہ محمد پور روشن جہاں خاں کے پاس آئے اور جگن پور میں صوبہ دار صاحب شمش الحق سے ملے اور امداد کے لئے کہا ان دونوں آدمیوں نے کہا کہ اچھا کچھ لڑکے بھیج دوں گا تو جب بازار کا دن آیا تو صوبہ دار نے کچھ نوجوانوں کو بلایا اور کہا کہ تم لوگ بازار جاؤ ہر ہر سنگھ کی امداد کیلئے تو حالات دیکھ کر کام کرنا یہی بات روشن جہاں خاں نے اپنے آدمیوں سے کہہ دیا قصہ کوتاہ جب یہ لوگ بازار گئے تو دیکھا کہ بازار میں ہر ہر سنگھ کے علاوہ مانا پور کا ایک آدمی بھی نہیں ہے اور بھاگا دوڑی ہونے لگی عبدالرزاق انصاری عرف ~~چر~~ جمن انصاری اپنے کپڑے کی دوکان پر بیٹھے تھے اور وہیں پر بندیسری سنگھ بھی بیٹھے تھے اور عبدالخالق خاں ولد منصور خاں کو بلایا اور کہا کہ خانصاحب اس میں نہ پڑو تو عبدالخالق نے کہا کہ ٹھاکر صاحب ہمارا بھائی مارا جائے اور ہم کھڑے دیکھیں اتنے میں چرہ محمد پور کے ایک آدمی نے سریاں کے ایک اہر کی خربوزہ کی ٹوکری الٹ دیا اتنے میں سریاں کوٹ سرائے اور کاشی ناتھ کے سارے نوجوان کود پڑے اور مارو مار کا نعرہ بلند ہوگیا فریقین

میں مڈبھیڑ ہوگئی ہر ہر سنگھ تو بھاگ کر اپنے گھر کی راہ لیا اور اہر اور انکے ہمراہی غالب آئے اور چرہ محمد پور کے سعید خاں ولد علی حسن خاں نبی حسن خاں ولد نبی داد خاں کو زیادہ چوٹیں آئی اور انکی موت ہوگئی۔ یہ واقعہ جون ۱۹۴۴ء کو ہوا

دارالعلوم دیوبند کے ۱۱۷ سال

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی وحضرت حاجی سیّد عابد حسین صاحب و مولانا ذوالفقار علی صاحب و مولانا فضل الرحمٰن صاحب عثمانی اور دیوبند کے بہت سے مخلص و نمایاں حضرات کے تعاون سے ۱۸۵۷ء کے نو سال بعد ۱۵/محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰/مئی ۱۸۶۶ء یوم پنجشنبہ کو اس سلسلہ کا پہلا مدرسہ اسلامی دیوبند کے نام سے مسجد چھتہ دیوبند میں قائم ہوا یہی مدرسہ آج جامعہ دارالعلوم دیوبند کے نام سے دنیا کے عرض و طول میں جانا پہچانا جاتا ہے دارالعلوم جس دن قائم ہوا صرف ایک استاذ تھے استاذ کا نام حضرت مولانا ملا محمود اور شاگرد کا نام محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ تھا اور تعلیم عربی ابتدائی کتابوں کی تھی دارالعلوم کے مجلس شوریٰ ارا کین حکیم الامت حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

حضرت مولانا ڈاکٹر مصطفےٰ حسین علوی

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی

حضرت مولانا سعید صاحب اکبر آبادی

حضرت مولانا سیّد منت اللہ صاحب رحمانی

حضرت مولانا قاضی زین العابدین صاحب میرٹھی

حضرت مولانا حامد انصاری صاحب غازی

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب

حضرت مولانا مفتی ابوسعید صاحب

حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب

حضرت مولانا ابوالحسن صاحب ندوی

حضرت مولانا سعید علی صاحب بزرگ

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب

حضرت مولانا حکیم محمد زماں صاحب

حضرت مولانا حکیم محمد افہام اللہ صاحب

مذکورہ بالا اشخاص مجلس شوریٰ کے رکن ہیں (دارالعلوم دیوبند کے ۱۱۷ سال پرچہ روداد)

(دفتر اجلاس صد سالہ دارالعلوم دیوبند)

وقف جائداد

حاجی محمد فاخر خاں کا وقف

حاجی صاحب نے ایک باغ موضع کٹرولی میں صدیق خاں کے مکان کے پورب زبیر خاں کی بازار کے دکھن ملا ہوا واقع ہے اس کو مدرسہ اسلامیہ حنفیہ جگن پور میں وقف کیا اور حاجی صاحب جب تک حیات رہے اس وقت تک مدرسہ کے قبضہ میں رہا مدرسہ کے منتظمین نے مدرسہ کے نام داخلخارج نہیں کرایا بعد انتقال حاجی صاحب کے باغ مذکور انکی بیوہ مسماۃ ستار النساء کے نام درج ہوئی مسماۃ نے طفیل خاں ولد ناصر خاں کے نام کر دیا طفیل خاں نے زبیر خاں ساکن روناہی کے بدست بیعنامہ کر دیا اب اسکول کی جانب سے دستاویز منسوخی کا دعویٰ داخل عدالت کیا ہے جو فیصلہ ہو خدا جانے۔

مندر کا قیام

جگت موضع میں ایک قدیمی مندر بچن بقال نے اپنے دروازہ کی کنواں کی جگہ پر بنایا تھا اس کے بعد بہاری بقال کے مکان کے اتر جانب رام کمار بقال کا مکان تھا اس کے اُتر اور پورب آصف خاں ولد عبداللہ خاں کی آراضی پرتی پڑی تھی رام کمار نے آصف خاں سے کہا کہ یہ پرتی ہم کو دیدو ہم مندر بنانا چاہتے ہیں آصف خاں نے دیدیا تب رام کمار بقال نے ایک مندر اپنی بیوی

کے نام اور دوسری اپنی بہن کے نام بنایا اور اپنے مکان میں مندر کے پچھم ایک دھرم شالہ اور ایک پرائمری اسکول پختہ سڑک کے دکھن اور لمبی تالاب کے پچھم جانب بنایا اور یہاں جگن پور ترک سکونت کر کے سوچتا گنج بازار میں آباد ہو گیا ۱۹۳۰ء میں۔

نماز استسقا

۱۹۲۲ء میں قحط پڑ گیا اس سال مولانا عبد الرؤف خاں ولد حفیظ اللہ نے موضع والوں سے کہا کہ سب آدمی پاک صاف ہو کر گاؤں کے پچھم بندھوا پر چلو (وہاں اینٹ سے نشان بنا دیا گیا ہے) اور سب مویشی بھی لے کر چلو جب تک نماز پڑھ کر واپس نہ آجائیں اس وقت تک شیر خوار بچوں کو دودھ نہ پلاویں نماز پڑھنے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت نازل کیا اور خوب بارش ہوئی اور جس وقت ۱۹۵۵ء میں طوفانی بارش ہوئی تھی اس وقت بھی لوگوں کو جمع کر کے دعا کیا تب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور بارش رک گئی۔ "یہ واقعہ ۱۹۵۵ء کا ہے"

طاعون

یہ وبا طاعون بمبئی سے بتدریج بڑھتے بڑھتے ۱۹۰۴ء میں صوبہ اتر پردیش میں آگیا اپنے موضع جگن پور میں اور اطراف کے مواضعات میں پھیل گیا گاؤں میں سب سے پہلے پدئی چمار کی ماں کا انتقال ہوا اس کے بعد تو پھر

گھر گھر سے لاش نکلنے لگی سر شام ہی سے دروازہ بند ہو جاتا صبح کو جب لوگ اُٹھتے ہر محلّہ کے آدمی سے ملاقات ہوتی تو پتہ چلتا کہ محلّہ میں چار آدمی کا انتقال ہوا بہر حال ہر روز تین چار موتیں ہوتی تھیں جس دن بدلو خاں پہلوان ولد وزیر خاں کا انتقال ہوا اس دن سے زیادہ دہشت ہو گئی ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر فیض آباد آئے کہ اطراف کے لوگ گھر چھوڑ کر میدان میں رہ رہے ہیں تم لوگ بھی آبادی سے باہر نکل چلو بزرگوں نے کہا کہ کیا میدان میں خدا نہیں ہے ہم لوگ نہیں نکلیں گے بہر حال بوڑھے جوان لڑکے مرد عورت نصف آبادی صاف ہو گئی یہ واقعہ ۱۹۰۳ء کا ہے۔

بہت نقصان پہونچانے والی آگ

گنگا دین کوری کے مکان سے آگ لگی اس کے مکان سے آصف خاں کا مکان اور سریا ملا ہوا تھا آگ لگی تو جلنے لگا اور اسی کے آنگن میں ایک املی کا درخت تھا بہت بڑا اور بہت پرانا آگ نے اس درخت کو بھی اپنے لپیٹ میں لے لیا املی میں آگ لگنے سے بہت خطرناک ہو گئی کیونکہ جون کا مہینہ تھا دھوپ اور (باد سموم) کی تپش کی وجہ سے کوئی قریب نہیں جا سکتا تھا تین دن تک جلتی رہی اور املی کا درخت جلنے کی وجہ سے پورب انجیر تلے تک مکان جلنے لگے کیونکہ املی کا پیڑ جلنے کی وجہ سے آگ پھیل گئی اس کا کوئلہ چٹک کر آگ کو اتنا پھیلا دیا کہ بیس ۲۰ پچیس ۲۵ مکان جلے تین دن کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا سب لوگوں کو راحت ملی۔ یہ حادثہ ۱۹۲۸ء کو ہوا

مشاعرہ آل انڈیا

موضع میں ایک انجمن بنایا جس کے بانی عبدالحئی صاحب وکیل ولد روشن علی خاں صاحب تھے انجمن میں ممبر عبدالحئی خاں صاحب اور ماسٹر محمد نقیب خاں، صدیق احمد خاں ولد قربان خاں اور ماسٹر محمد ایوب خاں ولد صوبہ دار شمش الحق خاں، محمد الیاس خاں ولد اعظم خاں، عبدالصمد ولد درگاہی انصاری و منشی جلیل الرحمٰن ولد عطاءاللہ خاں ساکن چرہ محمد پور، منظور احمد خاں ولد محبوب خاں، مطلوب ولد محبوب خاں، احمد، محمد ابراہیم خاں ولد شاہ محمد خاں، محمد شبیر خاں ولد محمد شریف خاں شامل تھے۔

اور موضع کے لوگ متفق ہو کر ایک پروگرام آل انڈیا مشاعرہ اور اچھے اچھے شاعر مدعو کیا عزیز بارہ بنکوی، شفیق جونپوری، دل لکھنوی، شوق بہرائچی، خلیق خاں چرہ محمد پوری، پیغام جگنپوری، بہ صدارت جناب اوگرہ صاحب ڈپٹی کمشنر فیض آباد بمقام باغ رحمٰن ولد جواہر خاں منتظم صوبہ دار شمس الحق خاں اور سارے اراکین تھے سجاوٹ کا کام منشی جلیل الرحمٰن خاں اور محمد اسمٰعیل خاں اور محمد نقیب خاں تھے مشاعرہ بہت کامیاب ہوا اور ۷ر مارچ ۱۹۵۱ء لغاتیہ ۱۹۵۸ء تک چلتا رہا اور اسی وقت اراکین انجمن والوں کی کوشش سے انجمن اتحاد ترقی کے نام سے ایک اسکول قائم کیا ابتدا میں چھپر رکھا آہستہ آہستہ عمارت بنتی گئی رودولی فیض آباد اور جوار کے لوگوں کے لڑکے پڑھنے آتے ہیں اس وقت تقریباً (۱۸۰۰) طالب علم نوچپراسی کلرک دو پرنسپل ایک ماسٹر ۳۶ ہیں۔

سمرا جھیل سے پانی لانا

سمرا جھیل موضع کولا اور موضع رسول پور کے درمیان میں بہت بڑی جھیل ہے وہاں سے ایک نالہ نکلتا ہے اور جگن پور کے درمیان سے پانی بہتا ہوا دریائے گھاگھرہ میں گرتا ہے ۱۸۹۵ء میں ولی محمد خاں ولد خیریت خاں کے مکان کے اُتر اور دکھن جانب جو آراضی ہے اور بہواپر کا سیوان کہا جاتا ہے اس کی آبپاشی لوہراس تالاب سے ہوتی تھی اس میں پانی نہیں تھا اسی جھیل سے پانی لاکر بزرگوں نے آبپاسی کیا ہے جب کہ ایک میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔ یہ واقعہ ۱۸۹۵ء کا ہے۔

ڈاک خانہ کا قیام

محمد ذاکر خاں ولد بہادر خاں کے مکان پر ۱۹۴۸ء میں قائم ہوا اس وقت محمد ذاکر خاں ولد بہادر خاں پوسٹ ماسٹر لالہ بھگوتی پرشاد ولد لالہ برجکشور ساکن ابراہیم پور دیولی پوسٹ مین رہے۔

رجسٹری آفس کا قیام

رجسٹری کی ابتدا ۱۸۷۱ء بمقام روناہی میں ہوئی اس کے بعد پھر سارا دفتر اٹھا کر فیض آباد کچہری میں قائم ہوا۔

شجرہ مان سنگھ مہاراجہ اجودھیا

قوم برہمن ساکلدیپی پورندر رام

بختاور سنگھ

راجہ درشن سنگھ

رام ادھین سنگھ

راجا رگھوبر سنگھ

مہاراجہ مان سنگھ

مہارانی سبھاؤ کنور زوجہ مہاراجہ موصوف
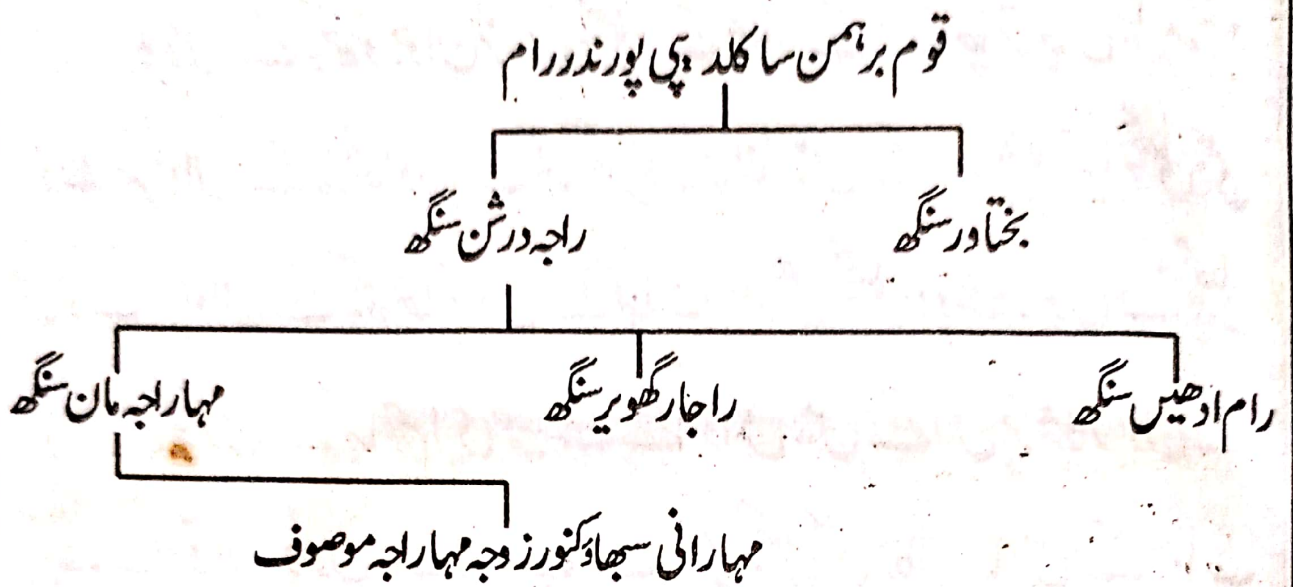
یہ کل تعلقہ کی از نام بختاور سنگھ تھے ذریعہ ہبہ نامہ جانب مہاراجہ رجوع ہوا اس شجرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندوبست کے زمانہ میں موضع رائے پور تعلقہ مہدونہ میں شامل تھا ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں موجود زمینداران موضع کے مورثوں نے تعلقہ مہدونہ سے کوئی حقیت کا دعویٰ کر کے پختہ واری یا ماتحتی وغیرہ کی ڈگری حاصل کی اس مقدمہ کے سلسلہ میں ممکن ہے کوئی شجرہ بیان کیا گیا ہو لیکن جب تک مقدمہ مذکور کا پتہ نہ معلوم ہوا اس کا معائنہ نہیں ہوسکتا فقط اطلاعاً عرض ہے جواب میں تاخیر ضرور ہوئی۔ معاف

دستخط عبدالحق وکیل فیض آباد

مچھلی کا شکار

گاؤں کے کچھ نوجوان لڑکے مچھلی کے شکار کے لئے چاتر جال لیکر موضع کوٹ سراواں کے مانجھا دریائے گھاگھرہ کے کنڈ میں گئے اور شکار کیا مچھلی بھی ملی کوٹ سراواں کے کچھ ٹھاکروں نے کہا کہ ہمکو بھی مچھلی دو شکاریوں نے مچھلی دیا مگران لوگوں نے کہا ہم اپنی طبیعت کے موافق لیں گے اس پر شکاریوں نے کہا لے لو تو ان لوگوں نے جو سب سے بڑی مچھلی تھی نکال لیا اسی کے جواب میں مئی جون میں ہمیشہ ان کے یہاں سے کسہری بیچنے کے لئے بیل گاڑی پر لاتے تھے تو اس سال پھر جب ان کی کسہری کی گاڑی اپنے موضع کے سامنے آئی تو آصف خاں ولد بچن خاں اور سعید خاں ولد حقدار خاں اپنی بھینس کو پیپل کا پتہ کھلانے کے لئے لمبئی تالاب کے پاس رہا کرتے تھے ان کی گاڑی سے پانچ بوجھ کسہری نکال لیتے تھے چنانچہ اس پر بہت مستعدی سے عمل ہوا تب کوٹ سراواں کے کچھ بزرگ اور با اثر لوگ آئے اور کہا کہ خانصاحب ایسا کیوں ہو رہا ہے تو اپنے یہاں بزرگوں نے جواب دیا بھائی مچھلی لینے کا اختیار آپ لوگوں کو تھا تو کسہری نکالنے کا حق ہم کو ہے تب ان لوگوں نے کہا کہ اب آئندہ تالاب آپ لوگوں کا ہے جب چاہیں شکار کریں۔

یہ واقعہ ۱۹۲۰ء کا ہے

شکار نیل گائے

گاؤں کے حسب ذیل اشخاص نیل گائے کے شکار کے لئے محمد رفیق خاں ولد جعفر خاں رسالدار میجر بہادر نعمت خاں ولد رسول خاں، رحمت خاں ولد نواب خاں، عبدالباری خاں ولد روشن خاں اور سفر شاہ موضع رگھو پور گئے اور شکار کا پیچھا کیا تو رگھو پور والوں نے (وہاں سب برہمن آباد ہیں) گوہار لگا کر شکاریوں پر حملہ کر دیا اور بندوق بھی لے لیا سب لوگ گھر واپس آئے اب بغیر نام معلوم ہوئے کیا ہو سکتا تھا تو محمد رفیق خاں ولد سلامت اللہ خاں جو اوباش قسم کے ہرفن مولا آدمی تھے وہ ایک دن ہندوانہ بھیس سادھو بن کر شام کو رگھو پور میں داخل ہوئے اور دھونی رما کر بیٹھ گئے اب موضع میں شور ہو گیا بابا آئے کھانا پینا کر کے بابا کے درشن کے لئے جمع ہو گئے تو بابا لوگوں کو آشر باد دیکر بیٹھاتے اور گانجہ کا کش لگواتے اور ان کی باتیں سنتے ان کی باتوں میں شکار والی بات بھی آئی کی فلاں نے ایک کو دوڑایا اور فلاں بھیا نے (نام لیکر) لاٹھی سے مارا اور فلاں بھیا کو (نام لیکر) بندوق چھین لی اور پھر فلاں نے ایک جو پورب بھاگا تھا خوب مارا بہر حال بابا اپنے مقصد میں گھر واپس آئے اور کامیاب رہے تین چار آدمیوں کا نام معلوم کر کے لائے تب صوبہ دار صاحب شمش الحق خاں احمد اللہ خاں ولد مہتاب علی خاں نے ملکر دعویٰ فوجداری تحصیلداری فیض آباد کر دیا جب ان لوگوں کو نوٹس ملی تو تاریخ پیشی کے حاضر ہوئے اور ایک ایک ملزم نے معافی مانگا اور مقدمہ داخل دفتر کرایا۔ یہ واقعہ ۱۹۳۸ء کو ہوا

ہنومنت پاسی بھکھاریپور عرف یاقوت پور

موضع مویٔاکپور کے ٹھاکروں نے نہر کے پانی کے بارے میں ہنومنت پاسی کو مارا چار آدمی چارپائی پر اٹھا کر صوبہ دار صاحب کے دروازہ پر لائے ٹھاکروں کے خلاف رپورٹ کر کے دعویٰ کردیا سمن ملنے پر ٹھاکر صاحبان آئے اور معافی مانگ کر مقدمہ داخل دفتر کرایا۔ یہ واقعہ ۱۹۳۶ء کو ہوا

باغ بھکھاری پور

زمینداری خاتمہ کے بعد سولہ ۱۶ بیگھ آراضی جربیی اور تین سو درخت انبہ بموجب قانون خاتمہ کے رہ گئی اس کو فروخت کردینا ہی مناسب تھا لہذا اس باغ کو صوبہ دار شمش الحق خاں اور احمد اللہ خاں نے انصار خاں (عرف بھنڈے) ساکن چرہ محمد پور کے بدست مبلغ چالیس ہزار روپیہ میں بیعنامہ کردیا اس وقت گاؤں والوں سے مشورہ کیا گیا کہ اس روپیہ سے کولڈ اسٹور بنوایا جائے تاکہ ہمیشہ آمدنی قائم رہے مگر جو بڑے حصہ دار تھے وہ رضامند نہیں ہوئے بروئے حصہ روپیہ تقسیم کردی گئی۔ یہ واقعہ ۱۹۶۶ء کا ہے

ٹھیکہ جلال آباد بازار

ایک سال بازار کا ٹھیکہ روشن خاں ولد رضا مند خاں نے لیا اور حسب دستور راجہ صاحب کے چوتھائی رقم مبلغ ساڑھے ستاون ۲۔۱۔۱/ ۵۷ بھی جمع کر دی گئی مگر پھر راجہ صاحب کے منیجر نے ٹھیکہ مونیا کپور کے ٹھاکر مہادیو سنگھ کو دیا اور روشن خاں کا روپیہ واپس نہیں کیا دو تین مرتبہ اجودھیا جا کر تقاضہ بھی کیا مگر روپیہ نہیں مل پائی تب پنڈت گنیش پرساد وکیل سعادت گنج کے ذریعہ دعویٰ ہوا روشن خاں مدعی بنام مہاراجہ پرتاپ نرائن سنگھ مدعا علیہ بصیغہ خفیفہ بعدالت منصف صاحب شمالی فیض آباد منفصلہ ۱۱ مئی ۱۹۴۱ء ڈگری ہو جانے پر بھی روپیہ اندر میعاد داخل نہیں ہوا تب کاروائی قرقی کر کے ہاتھی قرق کرایا گیا تو منیجر صاحب نے روپیہ داخل عدالت کیا۔ فیصلہ ۱۱ مئی ۱۹۴۱ء

فیض آباد کا جھگڑا

فیض آباد چوک گھنٹہ گھر میں پچھم جانب ایک پان کی دوکان پر محمد ابراہیم خاں ولد حمایت خاں اور خلیل خاں ولد باسط خاں پان کھانے گئے پان والا پان بنانے لگا تو جنورہ کے بجئی سنگھ بھی پان کھانے گئے اور کہا کہ ہم کو پہلے دیدو پھر ان کو دینا ابراہیم خاں نے کہا ہم پہلے سے آئے ہیں ہم کو دو دونوں میں تکرار ہو گئی بس پھر ابراہیم خاں اور خلیل خاں نے ان کو مار

گرایا چوک کے سارے دکاندار ہندو مسلمان تماشہ دیکھ رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کیونکہ بجّی سنگھ بہت بڑے غنڈے بدماش تھے سارے دوکاندار ان کے فعل سے عاجز تھے کیونکہ سب دکانداروں سے ماہواری پیسہ وصول کرتے تھے اسی دن سے ان کا روپیہ وصول کرنا چھوٹ گیا سب کو راحت ملی۔

خودکشی

عبیدہ خاتون بنت نبیل احمد خاں عمر قریب ۱۶ سال شادی محمد مبین ولد عبد الغفار خاں کے ساتھ ہوئی تھی مگر اس کی ساس حق النساء نے ایک دن بھی چین وسکون سے نہیں رہنے دیا جب وہ عاجز ہو کر بہت پریشان ہوئی تو زہر کھا کر جان دے دی بتاریخ ۱۹ / مئی ۱۹۸۲ء

محمد اسمٰعیل خاں ولد محمد یوسف خاں ۲۹ / اگست ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے جب عمر پڑھنے کے قابل ہوئی تو سوچتا گنج آر.ڈی. انٹر کالج میں تعلیم حاصل کیا وہ اپنے زمانہ میں بہت بڑے محاسب تھے پستہ قد گورا بدن خوش اخلاق ہر دلعزیز نرم دل کے انسان تھے تھوڑے دنوں اپنے یہاں اسکول میں مدرسہ کا کام انجام دیا درمیان میں جب اسکول بند ہو گیا تو فیض آباد میں رحمت صاحب وکیل کے پاس محرری کا کام کیا مگر گھر سے کسی وجہ سے پریشان رہا کرتے تھے جب پریشانی حد سے زیادہ بڑھ گئی اور برداشت نہ کر سکے تو زہر کھا کر جان دے دی ۲۶ / مئی ۱۹۶۴ء کو۔

بندوبست اول ۱۸۶۸ء

زین خاں کی اولاد نے نسلاً بعد نسلاً جگن پور میں اپنا زمیندارنہ اقتدار قائم کیا جو بلاکس تبدیلی کے انگریزی راج آنے تک چلتا رہا ۱۹۱۸ء میں بندوبست اول کے موقع پر راجہ اجودھیا مان سنگھ نے جو انگریزی سرکار کے تعلقہ دار تھے جگن پور کو اپنی علمداری میں شامل کرلیا بندوبست اول کے کچھ دنوں بعد ہی عسرت تنگ دستی کی بنا پر گاؤں عدم ادائیگی لگان کی بنا پر گاؤں نیلام ہونے جارہا تھا راجپوتی غیرت وخودداری نے قادر خاں ولد جہانگیر خاں کو للکارا اور ان کی ماں نے بھی ان سے کہا کہ غلامی کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے گاؤں نیلام ہوجائیگا تم سب غلام ہو جاؤ گے زمیندار ہری بیگاری میں تم کو پکڑے گا اس وقت روپیہ کام نہیں آئیگا اور تمہاری حیثیت دھری کی دھری رہ جائیگی ماں کا حکم عزت کا تقاضہ تھا کہ نیلامی کے دن پاٹن تیلی ٹھیلا پر قادر خاں کے گھر سے چاندی کا سکہ ٹوکری میں بھر کر فیض آباد لکھنؤ سڑک پر پیپل کے پیڑ کے نیچے لمبوئی تالاب لے جایا گیا (پیڑ اب گر گیا ہے)

راستہ میں نہ تو کوئی نگراں رہا نہ ہی کوئی خرد برد ہوئی جملہ مطالبہ جو بارہ ہزار کا تھا اس حیرت انگیز اور سبق آموز واقعہ کے بعد گاؤں کے چار صاحبان کو اس امر کا مجاز کیا گیا تھا کہ ریاست مہدونہ جو بعد کو ریاست اجودھیا کہلانے لگی ہے اس سے مقدمہ لڑ کر اپنی حیثیت سیر سائر و ہیک وغیرہ بحال کر لیویں منتخب حضرات میں قادر خاں فیض آباد، بچن خاں، رحمٰن خاں تھے یہ مقدمہ سولہ سال تک چلا اور چیف کورٹ لکھنؤ سے ریمانڈ ہو کر آیا اور یکم مئی ۱۸۸۴ء میں مسلم راجپوت برادری جگن پور کے حق میں فیصلہ ہوا اس سلسلہ میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ دوران ایک کمیشن آیا اس نے بھی معلوم کرنا چاہا کی آخر تم لوگوں کا گذر بسر کیسے ہوتا ہے حسن علی خاں ابن امیر خاں جو سنکی مزاج تھے لوگوں نے انھیں کمیشن کے سامنے جانے سے باز رکھا تھا مگر کسی طرح وہ پہنچ گئے اور بزعم کہا کہ ہم پانچ سو بیگھ پختہ سیر کرتے ہیں کسی سے بھیک نہیں مانگتے اس طرح اپنا گذر کرتے ہیں کمیشن نے ان کی بات باور کر کے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ایک فریق کا کہنا ہے ہے ہم پانچ سو بیگھ سیر کرتے ہیں جو صحیح ہے اسی بنیاد پر مقدمہ میں پانچ سو بیگھ پختہ کا فیصلہ ہوا اور رجسٹر ۵ ادنیٰ مالک (ماتحداران) کے مالکانہ حقوق ملے ہیں جو خاتمہ زمینداری کے قبل تک حاصل رہے ہیں۔

اقرار مالکان دیہہ اور واجب الارض کا بھی نفاذ ہوا تھا اس کے کچھ دنوں بعد لگان کے ادائیگی کے سلسلہ میں پریشانی کی وجہ سے ۱۸۹۵ء میں بزرگوں نے خاندانی خاندان کا باہمی بٹوارہ کر کے ہر پٹی دار کی چھٹی عدالت مجاذ میں داخل کر کے اندراج کرا لیا جس کی تفصیل کھوٹ رجسٹر ۵ مالک ادنی جلد دوم

میں درج ہے۔

مولانا فخر الدین

حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا کی ابتدائی تعلیم جناب قاری محمد صدیق صاحب ابراہیم پوری سے ہوئی اس کے بعد کچھ دنوں تک مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم حاصل کیا تیکمیل بریلی کے کسی مدرسہ میں ہوئی وہیں سے سند حاصل کیا حضرت عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے بعد میں حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ رائے پوری سے تجدید کی حضرت مولانا سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت ہوئے اور حضرت نے آپ کو خلافت سے بھی نوازہ مولانا طویل عرصہ تک دہلی کی کسی مسجد میں امامت کے منصب پر فائز رہے عمر کے آخری حصہ میں گاؤں کے لوگوں کے اسرار پر جگن پور واپس آکر مسجد قربت خاں میں امامت کے منصب پر ہوئے اور آخر عمر تک اس منصب پر فائز رہے۔

مدرسۃ الایمان جگن پور کے کمیٹی کی ذمہ داری نبھائی مولانا ممدوح دیندار، بیباک اور صلح پسند مسلمان تھے۔

وفات حضرت آدم علیہ السلام ۶۴۸ ق م از فاران جنتری لکھنؤ ۲۰۰۴ء

تجارت

کا فرمان

شاہجہاں بادشاہ کی لڑکی کا علاج مارٹن نامی انگریز نے کیا ان کو بفضل الٰہی صحت ہوئی بادشاہ اس کے عوض نقدی انعام دینے لگے تب ڈاکٹر مارٹن نے کہا یہ نقدی رقم نہ چاہیے ہم کو اپنے ملک میں تجارت کرنے کا فرمان دیدیجیے اس کو فرمان دیا ۱۶۴۲ء میں۔

مسلم

علی گڈھ یونیورسٹی

سر سیّد احمد خاں کی پیدائش ۱۷/۱۰ اکتوبر ۱۸۱۷ء یونیورسٹی کی بنیاد ۱۸۶۶ء میں برٹس انڈیا ایسوایشن کے نام سے پڑی اس کے بعد ۱۹۲۰ء میں علی گڈھ یونیورسٹی کو منظوری ملی از سہارا اخبار ۱۷/۱۰ اکتوبر ۲۰۰۴ء

نقل فرد احکام

بعدالت جناب سیول جج بہادر فیض آباد

نقل فرد احکام ۲۰؍مارچ ۱۸۸۱ء مشمولہ مثل مقدمہ ۱۰۳۹؁ ۱۸۷۵ء منفصلہ ۱۸؍مئی ۱۸۸۰ء ۳؍نومبر ۱۸۸۳ء قادر خا وغیرہ بنام کورٹ مہدونہ مدعاعلیہ۔

جگن پور

جگن پور			بھکھاری پور		
سیر	۴۶۱	بیگھ		بسوہ	بیگھ
باغ	۱۶ - ۵۳	"	سیر	۱۸ - ۳۰۳	
تالاب	۲ - ۴۹	"	باغ	۱۵ - ۱۵	
آبادی	۱۰ - ۵۴	"	تالاب	۰۰ - ۴۱	
	۷ - ۶۱۸		آبادی	۵ - ۵	
				۱۸ - ۳۶۵	

اس مقدمہ کا آخری فیصلہ یکم مئی ۱۸۸۴ء کو ہوا

ہندی دعا

دکھیا کا نہ مارو دکھیا دے ہیں روئے۔ دیکھا کے مکھیا سن ہیں جڑ سے دے ہیں کھوئے

دکھیا آہ غریب کے ہر سے سہہ نہ جائے

موئے جام کی آہ سے لوہ بھسم ہوجائے

تو جیب تو جاب پیاں پیاں۔ مرجاب پر ان نکس آئی

جائے کا ہے وہی دسوا۔ چاہے ایس جائی چاہے وس جائی

لایا تھا سکندر دنیا سے لے گیا کیا۔ تھے ہاتھ دونوں خالی باہر کفن سے نکلے

اشعار

توسمی تو بصری تو رحیمی تو کریمی ☆ ہم راعیب تو پوشی ہمہ راعیب تو دیکھ

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم ☆ جہاد زندگی میں ہیں یہی مردوں کی شمشیریں

کیا لایا تھا سکندر دنیا دنیا سے لے گیا

تھے ہاتھ دونوں خالی باہر سے کفن سے نکلے

بشر راز دلی کہہ کر ذلیل وخوار ہوتا ہے

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

جب حشر میں آئے تو اعمال ندارد

جس مال کے تاجر تھے وہ مال ندارد

حکم رانی کو قلم درکار ہے

امن کا ضامن مگر تلوار ہے

جینے کا سلیقہ ہے نہ مرنے کا قرینہ

نہ جانے بہا جاتا ہے کس سمت سفینہ

موجوں سے نمودار ہیں طوفان کے آثار

اے قوم خبردار اے قوم خبردار اے قوم خبردار

دیکھا کا نہ مارا دو دیکھادے ہیں روئے

دیکھا کے میکھا سن ہیکا جڑسے دکھے ہیں کھوئے

قلبی آہ غریب کی ہر سے سہہ نہ جائے
موئے چام کی آہ سے لوہ بھسم ہوئے جائے

درہند طبع ہم دربدری
بفراق تو جاں خیرالبشری

نہ منصب نہ دولت نہ زر چاہتے ہیں
بس اک مصطفے کی نظر چاہتے ہیں

میں آہ بھی کرتا تو ہو جاتا ہوں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

انسانی طاقت اور بساط میں جو کچھ ہے اس کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمد اللہ خاں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ نسخہ ہٰذا میں کسی قسم کی غلطی نہ رہ جائے پھر بھی انسان خطا کا پتلہ ہے۔

﴿ختم﴾

ایصال ثواب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالك یوم الدین ایاك نعبد وایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغوب علیم الاالظالین آمین درود شریف ذیل میں ہے

ہم لوگوں کو چاہئے کہ جب رات جب نامہ (مورث اعلیٰ کی پہچان) مذکورہ بالا کا مطالعہ کریں تو ایک بار سورہ فاتحہ اور سات بار سورہ اخلاص یعنی قل ھواللہ احد اور تین بار درود شریف پڑھ کر مورث اعلیٰ کی روح کو خصوصاً اور انکی تمام اولادوں کو جو دارا آخرت پہنچ چکے ہیں کاتب الحروف اس رسالہ کو مورث اعلیٰ پر فاتحہ پڑھتے ہوئے اور دعا مغفرت کرتے ہوئے ختم کرتا ہے۔ سورہ فاتحہ اوپر ہے۔

سورہ اخلاص

قل الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن الله کفواً حد

درود شریف

الھم صلی علی محمد عترتہ بعدد کل معلوم لَّكَ

اے اللہ تو اپنے فضل وکرم سے اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

کے طفیل یہ جو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص و درود شریف پڑھا اور لکھا ہے اس کا ثواب ہمارے مورث اعلیٰ جناب بھیکھن خاں مرحوم اور انکی اولاد جو دار آخرت میں پہنچ چکی ہیں ان سب کی ارواح کو پہنچا دے اے اللہ تو اپنے فضل و کرم سے مورث اعلیٰ اور ان کی تمام اولادوں کے گناہوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین ثم آمین

کتبہ احمد اللہ خاں۔ جگن پور فیض آباد احقر

زبانی وقف

انیس احمد خاں و عبدالرؤف خاں خرید اقمر النساء زوجہ

یحییٰ خاں نے اور وقف کیا بحق مسجد خیریت خاں

حمیدہ خاتون بحق اسکول اسلامیہ

حاجی عبدالرؤف خاں ولد خاں محمد خاں بحق اسکول

حاجی محمد فاخر خاں ولد محمد شاکر خان بحق اسکول

احمد اللہ خاں ولد بدلو خاں بحق اسکول

حاجرہ بی بی بحق اسکول

مذکرہ بالا اشخاص نے وقت تو ضرور کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ کتنا اور کس مقام پر

غیر برادری میں شادیاں

نوٹ:۔

۱۔ غلام مصطفیٰ خاں ولد دلمیر صاحب سے جو اولاد برادری کی عورت سے ہوئی اسکا ذکر مورث علیٰ کی پہچان مصنف مولانا عبدالرؤف صاحب ملاحظہ ہو۔ صفحہ نمبر

۲۔ سلامت اللہ خاں ولد امام علی کی شادی برادری کی عورت سے نہیں ہوئی مورث اعلیٰ کی پہچان ملاحظہ ہو۔ صفحہ نمبر

۳۔ سلامت اللہ صاحب ولد قادر خاں کی شادی برادری کی عورت سے ہوئی اسکی اولاد کا ذکر مورث اعلیٰ کی پہچان ملاحظہ ہو۔ صفحہ نمبر

۴۔ محمد قاسم خاں ولد شمش الحق خاں کی شادی جو برادری کی عورت سے ہوئی اسکی اولاد کا ذکر مورث علیٰ کی پہچان ملاحظہ ہو۔ صفحہ نمبر

۵۔ چھیدی خاں ولد وزیر خاں کی شادی جو برادری کی عورت سے ہوئی اسکی اولاد کا ذکر مورث علیٰ کی پہچان ملاحظہ ہو۔ صفحہ نمبر

۶۔ عباس خاں ولد کریم خاں کی شادی برادری کی عورت سے نہیں ہوئی مورث علیٰ کی پہچان ملاحظہ ہو۔ صفحہ نمبر

۷۔ جعفر خاں رسالدار میجر بہادر ولدِ رسال خاں نے بھی ایک شادی مورثِ اعلیٰ کے خاندان میں کی اس سے جو اولادیں ہوئی اسکا ذکر مورث علیٰ کی پہچان ملاحظہ ہو۔ صفحہ نمبر ۱۰۵

احقر

احمد اللہ خاں

۱۵ ستمبر ۲۰۰۵ء